بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔اگر کسی مباح اور اہم کام کے بارے میں انسان کشمکش میں مبتلا ہو کہ یہ کام کروں یا نہ کروں تو ایسے موقع پر استخارہ اور مشورہ کرنا شرعاً مسنون اور دنیا اور آخرت میں باعثِ برکت ہے، اور قرآن وحدیث میں دونوں کی بہت ترغیب آئی ہے، چنانچہ استخارہ کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

من سعادة ابن آدم استخارته الله ورضاه بما قضى الله عليه، ومن شقاوة ابن آدم تركه استخارة الله، وسخطه بما قضى الله عز وجل

ابن آدم کی خوش نصیبی اور سعادت مندی ان کا اللہ تعالی سے خیر مانگنا (استخارہ کرنا) ہے اور ان پر اللہ نے جو فیصلہ فرمایا ہے اس پر راضی رہنا ہے اور اولاد آدم کی بدبختی اور بد نصیبی اللہ سے خیر طلب کرنے کا چھوڑ دینا اور اللہ کے فیصلہ پر ناراض ہونا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۱:۲۱۹)

اور مشورہ کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود اللہ رب العلمین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وشاورهم فى الامر

اور ان سے اہم معاملات میں مشورہ لیتے رہو (سورۃ الشوری آیت ۱۵۹)

اور ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

من أراد أمرا فشاور فيه وقضى لله هدي لأرشد الأمور

جو شخص کسی امر کا ارادہ کرے پھر اس میں مشورہ بھی کرے اور اللہ تعالی کے لئے فیصلہ کرلے اس کو تمام امور میں بہتر امر کی ہدایت ملتی ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی ۶:۷۵)

(۲)۔۔۔استخارہ اور مشورہ میں سے جو بھی پہلے کر لیا جائے تو جائز ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ کسی اہم دینی یا دنیوی کام کے سلسلے میں پہلے صالح اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کیا جائے، پھر استخارہ کیا جائے۔

لمافی المرقاۃ (۱۵:۲۳۳)

ثم المستحب دعاء الإستخارة بعد تحقق المشاورة في الأمر المهم من الأمور الدينية والدنيوية وأقله أن يقول اللهم خر لي واختر لي ولا تكلني إلى اختياري والأكمل أن يصلي ركعتين من غير الفريضة ثم يدعو بالدعاء المشهور في السنة على ما قدمناه في كتاب الصلاة

(۳)۔۔۔سوال نمبر:ا کے جواب میں ذکر کردہ تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ کسی مباح اوراہم کام کے بارے میں استخارہ اور مشورہ کرنادونوں مسنون اور باعثِ برکت ہیں، لہٰذاایک عمل کے بعد دوسرا عمل کرنا جائز ہے۔

(۴)۔۔۔استخارہ اور مشورہ پر عمل کرنا شرعاًلازم اور ضروری نہیں ہے، البتہ استخارہ اور مشورہ سے جو کام کیا جائے انشاء اللہ دوسری صورتوں کے مقابلے میں اس صورت میں خیر وبرکت غالب ہوگی، کیونکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد

یعنی وہ شخص نامراد نہیں ہوسکتا جس نے استخارہ کیا وہ شخص نادم وشرمندہ نہیں ہوسکتا جس نے مشورہ کیااوروہ شخص محتاج نہیں ہوسکتا جس نے میانہ روی اختیار کی۔(المعجم الصغیر للطبرانی ۲:۱۷۵)

تاہم مشورہ کے سلسلے میں یہ بات واضح رہے کہ مشورہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک صاحب بصیرت شخص کی رائے سامنے آجائے، لیکن مشورہ لینے والااس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں ہوتا، لہٰذا اگر مشورہ لینے والا اس مشورہ پر عمل نہ کرے تو مشورہ دینے والے کو یہ بات محسوس نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی اس بات پر ناراض ہونا چاہئے۔

(۵)۔۔۔استخارہ اور مشورہ بالعموم مباح اموراورایسے امور میں کئے جاتے ہیں جو کسی درجے میں اہمیت کے حامل ہوں خواہ چھوٹا کام ہو یا بڑا کام ایسے ہر کام میں استخارہ اور مشورہ کرنا شرعاًثابت اور مسنون ہے۔ فرائض وواجبات اور محرّمات و مکروہات میں استخارہ اور مشورہ نہیں کیا جاتا، البتہ اگر کسی فرض یاواجب کے وقت میں وسعت ہوتو اس وقت کی تعیین کے لئے یعنی اس سال کروں یا اگلے سال کروں اور مستحب کام اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو مقدم کرنے کے لئے یا صرف ایک کو اختیار کرنے کے لئے استخارہ اور مشورہ کیا جاتا ہے۔ تاہم امورِ عادیہ یعنی وہ کام جن کو انسان اپنی عادت کے موافق روزمرہ انجام دیتا ہے، مثلاً کھانا پینا ،سونا جاگنا اوراپنی روزمرہ زندگی کی عمومی ضروریات یا روزمرہ کے معمولات جنہیں پورا کرنا ہی ہوتا ہے ان میں استخارہ اور مشورہ کرنے ضرورت ۴ نہیں، ہاں! اللہ تعالی سے ہر چھوٹی بڑی حالت کے لئے قدم قدم پر دل دل میں دعا مانگتے رہنا چاہئے۔(تبویب ۳۲:۱۳۶۷)

وفی الدرالمختار (۲: ۴۷۱)

والاستخارة أي في أنه هل يشتري أو يكتري وهل يسافر برا أو بحرا وهل يرافق فلانا أو لا لأن الاستخارة في الواجب والمكروه لا محل لها وتمامه في النهر

وفی حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح(١؛٢٦٣)

اعلم أن محل ندب الاستخارة إنما هو في الأمور التي لا يدري العبد وجه الصواب فيها أما ما هو معروف خيره أو شره كالعبادات وصنائع المعروف والمعاصي والمنكرات فلا حاجة إلى الاستخارة فيها نعم قد يستخار فيها لبيان خصوص الوقت كالحج مثلا في هذه السنة لإحتمال عدو أو فتنة

وفيه ايضا(١؛٤٧٧)

ويستخير في هل يشتري أو يكتري وهل يسافر برا أو بحرا وهل يرافق فلانا أو فلانا لأن الاستخارة في الواجب والمكروه والحرام لا محل لها

(٦)۔۔۔یہ بات درست نہیں ہے کہ "جس کا کوئی مشورہ والاہو اس کیلئے استخارے کی ضرورت نہیں" کیونکہ دنیامیں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر بہتر مشورہ دینے والی ہستی کوئی نہیں ہوسکتی، لیکن خود رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو استخارہ کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث مبارک ہے کہ:

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال كان رسول الله يعلمنا الاستخارة في الأمور كلها كما يعلمنا السورة(صحيح البخارى٢:١١٥)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورۃ سکھاتے تھے۔

لہٰذا جس کو کوئی مشورہ دینے والاہو اس کو بھی استخارہ کرنا چاہئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد رضوان جیلانی عفا اللہ عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
١٩۔٣۔١٤٣٣ھ
١٢۔٢۔٢٠١٢ء

۔محمد شعیب خالد صاحب آج ہمارے گھر تشریف لائے ہیں بڑی خوشی ہو رہی ہے اور آج میری کراچی واپسی بھی ہے
شام چھ

استخارہ پہلے کرنا بہتر ہے، کیونکہ کوئی بھی چیز پہلے اللہ تعالی سے مانگنی چاہئے، اور کسی بھی کام کے بارے میں اللہ تعالی سے پہلے مدد لینی چاہئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث مبارک میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

إذا سألت فاسأل الله وإذا استعنت فاستعن بالله

یعنی جب تم سوال کا ارادہ کرو تو صرف اللہ تعالی کے آگے دستِ سوال دراز کرو جب تم (دنیا و آخرت کے کسی بھی معاملہ میں) مدد چاہو تو صرف اللہ تعالی سے مدد مانگو (سنن الترمذی ۴:٦٦٧)

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

قال من أراد أمرا فشاور فيه و قضى لله هدي لأرشد الأمور(شعب الايمان ۶:۷۵)

یعنی جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور باہم مشورہ کرنے کے بعد اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرے تو اللہ تعالی کی طرف سے اس کو صحیح اور مفید صورت کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔